Semester IV EC-1 "D"

امیر خسرو (۱۲۵۳ء-۱۳۲۵ء)

امیر خسرو پٹیالی آگرہ میں 1253ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام امیر سیف الدین تھا۔ اٹھ سال کی عمر میں یتیم ہوگئے۔ منگولوں کے حملوں کے وقت ہندوستان آئے اور پٹیالی (آگرہ) میں سکونت اختیار کی۔ امیر خسرو نے سلطنت دہلی (خاندان غلامان، خلجی اور تغلق) کے آٹھ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا اور برصغیر میں اسلامی سلطنت کی ابتدائی ادوار کی سیاسی، سماجی اور ثقافتی زندگی میں سرگرم حصہ لیا۔

خسرو نے ہر صنف سخن، مثنوی، قصیدہ، غزل اردو دوہے، پہیلیاں، گیت وغیرہ میں طبع آزمائی کی۔ غزل میں پانچ دیوان یادگار چھوڑے۔ ہندوستانی موسیقی میں ترانہ، قول اور قلبانہ انہی کے ایجاد ہیں۔ بعض ہندوستانی راگنیوں میں ہندوستانی پیوند لگائے۔ راگنی (ایمن کلیان) جو شام کے وقت گائی جاتی ہے انہیں کی ایجاد ہے۔ کہتے ہیں کہ ستار پر تیسرا تار آپ ہی نے چڑھایا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کے

مرید تھے۔ انہیں کے قدموں میں مدفن ہوئے۔

امیر خسرو فارسی اور اردو کے صوفی شاعر ماہر موسیقی کار

تھے انہیں طوطی ہند (یعنی ہندوستان کی آواز) بھی کہا جاتا ہے۔ ہندوستانی کلاسیکل موسیقی کے

ایک اہم شخصیت بھی مانے جاتے ہیں۔ کلاسیکل موسیقی کے اہم

ساز طبلہ اور ستار انہی کی ایجاد مانی جاتی ہے۔ اور فن موسیقی

کے اجزا جیسے خیال اور ترانہ بھی انہیں کی ایجاد ہے۔

امیر خسرو برصغیر پاک و ہند کی ثقافتی تاریخ کی ایک

مشہور شخصیت ہے۔ بنیادی طور پر یہ فارسی کے شاعر تھے لیکن انہوں کو

فارسی کے ساتھ ساتھ علوم عربیہ میں بھی کامل دسترس حاصل تھی۔ اور

عربی میں انکا کافی اشعار ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان کے دور کے

ماحول کی بالادستی نے ان کی عربی سخن گوئی کو ابھرنے کا موقع

فراہم نہیں کیا اور عربی کے صاحب دیوان شاعر نہ بن سکے بلکہ

فارسی شاعر کی حیثیت سے ہی زیادہ مشہور و مقبول ہوئے۔ ان

کے دیوان میں ان کا عربی کلام بھی شامل ہے اور خزائن الفتوح

میں بھی جگہ جگہ عربی اشعار پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک

ایسی نظم بھی لکھی ہے جس کے ہر شعر کا مصرع فارسی ہے اور

ثانی (دوسرا) عربی۔

Scanned with CamScanner

اپنے دیوان "غرۃ الکمال" کے دیباچہ میں خسرو نے اپنے استاد مولانا شہاب الدین کا ذکر ہند کے ایک بڑے عربی شاعر کی حیثیت سے کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ ان کا کلام فرزدق اور جریر کے کلام پر فوقیت رکھتا ہے۔ لیکن ان کے حالات کا علم کسی تذکرہ سے نہیں ہو پاتا ہے۔

امیر خسرو کے یہ چند اشعار ان کی عربی دانی کے ثبوت کے لیے کافی ہیں اور اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ان میں عربی کے صاحب دیوان شاعر ہونے کی بھرپور صلاحیت موجود تھی لیکن ماحول اور حالات کی ستم ظریفی نے انہیں اس طرف توجہ نہیں کرنے دیا۔ یہ اشعار انہوں نے سلطان علاء الدین (عہد حکومت ۱۲۹۵ - ۱۳۱۵) کی مدح میں لکھا تھا۔

فی مہجتی سکنت محبتها کما

ملح الملیک السلطان الاعظم

اعنی علاء الدین سلطان الوری

ملک تولد من سلالة آدم

عین الحبابل عینہ عین الحبا

یوم الندی بل کفہ عین الیم

من جودہ الفیاض قد یحکی اذا

نعب الغراب علی رمیم الحاتم

معنی:-

میری روح میں اس کی محبت ایسی پیوست ہوگئی ہے کہ اس
کی تعریف سب سے بڑے اقتدار اور مددگار نے کی ہے۔
میری مراد مسلمان علاء الدین سے ہے جو نسل آدم سے
بادشاہ ہوا ہے وہ مینہ جیسا ہے بلکہ اس کی انگو
میں جیسا ہے۔
وہ سخاوت کا سمندر ہے بلکہ اس کی ہتھیلی میں سمندر ہے۔
اس کی فیاضانہ سخاوت کی یاد تازہ ہوتی ہے، جب
کوے کو حاتم کی قبر سے صرف چند قطرے ملتے ہیں۔

امیر خسرو کو اپنی عرب دانی اور
عرب شعر گوئی میں پورے طور پر خود اعتمادی
حاصل تھی۔